۳۹واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

عزیزو! اللہ پر ایمان لانے کے جرم میں آزمایا تو جائے گا!

اُن اہلِ ایمان کا قصہ جو خندقوں میں جلا مارے گئے

۳۹ واں باب

عزیزو! اللہ پر ایمان لانے کے جرم میں آزمایا تو جائے گا!

نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رفقا رضی اللہ عنہم جس طرح ستائے جارہے تھے، اُس کے لیے ضروری تھا کہ اُن کو تسلی دی جائے اور ہمت بندھائی جائے۔ خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ سے مذکور ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کعبہ کے سائے میں سر کے نیچے چادر رکھے ہوئے لیٹے تھے، ہم نے کفار کے ظلم کی شکایت کی اور عرض کیا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِن کے حق میں بددعا کیوں نہیں فرماتے۔ یہ سن کر آپ اُٹھ بیٹھے اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، فرمایا: تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان میں ایک وہ شخص تھا جس کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس شخص کو اس گڑھے میں بٹھایا یا کھڑا کیا جاتا تھا اور پھر آرا اُس کے سر پر رکھا جاتا تھا اور اس آرے سے اس کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے لیکن یہ سخت عذاب بھی اس کو دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا، اور ایک وہ شخص تھا جس کے جسم پر لوہے کی کنگھی چلائی جاتی تھی جو گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک کو چیرتی چلی جاتی تھی لیکن یہ سخت ترین عذاب بھی اس کو دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا، اللہ کی قسم یہ دین یقیناً درجہ کمال کو پہنچے گا اور تم مصیبتوں اور پریشانیوں والے اس دور کے ختم ہو جانے کے بعد آسانیوں اور اطمینان کا وہ زمانہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص صنعاء سے حضرموت تک تنہا سفر کرے گا اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرے گا، یا یہ کہ کسی شخص کو اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیوں سے بھی کوئی خوف و خطرہ نہیں ہو گا، لیکن تم جلدی کرتے ہو،

[(رواہ البخاری) مشکوۃ۔ جلد پنجم۔ نبوت کی علامتوں کا بیان۔ حدیث ۴۴۰]

محسوس ہوتا ہے کہ سورۂ عنکبوت، سورۂ لقمان اور یہ سورۂ بروج اُسی دورِ نزول کی سورتیں ہیں جن دنوں خباب رضی اللہ عنہ اور رسالت ماب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیان وہ گفتگو ہوئی ہو گی جس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ اس سورۂ بروج میں اُن اہلِ ایمان کا تذکرہ ہے جو صرف اور صرف اللہ پر ایمان لانے کے جرم

میں ستائے گئے اور جلا مارے گئے۔اس واقعے کی تفصیل پہلی جلد میں بیان کی جاچکی ہے، جنھیں وہ تفصیل یاد نہ ہو وہ اس کو دوبارہ دیکھ لیں۔

اس سورۃ کا مقصد اور مدعا اہلِ ایمان کو ایمان کی راہ میں آنے والی آزمایشوں کے لیے تیار کرنا اور کفارِ مکّہ کو اس ظلم و ستم کے برے انجام سے خبردار کرنا ہے جو وہ ایمان لانے والوں پر کر رہے تھے۔ساتھ ہی اہل ایمان کے دلوں میں یہ جاگزیں کر دینا ہے کہ اگر وہ ایمان کی خاطر اِن مظالم کو ثابت قدمی کے ساتھ سہہ گئے تو آخرت میں اُن کو اس کا بہترین اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے بدلہ لے گا۔یہ تصریح ان آیات میں نہیں ہے کہ دنیا میں کام یابی اہلِ ایمان کو ملے گی یا نہیں اور یہ بھی اس میں کوئی یقین دہانی نہیں ہے کہ اس دنیا میں ہی کافر اپنے انجام بد کو پہنچ جائیں گے یا اسی طرح دنیا میں خوش مستیوں میں مصروف رہیں گے۔اس طرح یہ سورۃ قرآن میں اپنے مضمون کے لحاظ سے بالکل مختلف نوعیت کی اور بہت منفرد ہے۔دیگر تمام مقامات پر دنیا میں ہی حق کے مخالفین کا برباد ہو جانا، غرقِ آب ہو جانا، ذلیل و رسوا ہو جانا سامنے آجاتا ہے اور عذابِ الٰہی سے مومنین کا صاف بچ نکلنا سامنے آتا ہے، اس سورۃ میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سارے اہلِ ایمان، مرد، عورتیں بچے، بوڑھے سب ہی جلا مارے جاتے ہیں، آگ ٹھنڈی ہوتی نظر نہیں آتی اور نہ ہی جلانے والوں پر کوئی آسمانی آفت آتی ہے!

بلاشبہ قرآن بالکل آغاز ہی سے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو اس بات کی یقین دہانی کرا رہا تھا کہ کام یابی و کام رانی تمھارا مقدّر بنے گی، مگر دعوتِ حق کا یہ پہلو کہ اس دنیا میں کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ زمین کے کسی ایک حصے میں اہلِ ایمان مار ڈالے جائیں اور کافر، باغی و طاغی زمین پر دندناتے نظر آئیں، اہلِ ایمان کو یہ عارضی انجام بھی اپنے پیشِ نظر ضرور رکھنا چاہیے۔ ایک بندۂ مومن کا کام اپنے اللہ کی مرضی پر راضی رہنا اور اُس کے دین پر مر جانا زندگی کے ہر معاملے سے زیادہ اہم ہے۔جب آپ ﷺ کو نبی مبعوث ہوئے چار سال پورے ہو چکے تھے اور پانچواں سال نصف سے زائد گزر چکا تھا، اس سورہ کو نازل ہوتا ہوا دیکھیے اور اس کے اس پیغام کے پیش منظر میں مکّہ کے جو حالات تھے اُن کو دیکھیے، واضح طور پر خباب بن ارتؓ سے جو بات اللہ کی مدد و نصرت

کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے کہی تھی، وہی بات اللہ تعالیٰ نے اس قصے کے ذریعے مومنین کو بتائی ہے کہ ایک ہی شاہ راہ ہے، وہ یہ کہ اہلِ ایمان اس راہ میں مر جانے ہی کو حقیقی کام یابی جانیں، حق کی دعوت اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقے سے نہ ہٹیں، تب ہی اللہ کی رضا اور خوش نودی ممکن ہے۔ اور فوزِ عظیم کا یہی نسخہ ہے، جو دنیاوی کام یابیوں کو کسی نہ کسی طور حاصل کرنے کے چکر میں شارٹ کٹ تلاش کریں اور جو یہ جانیں کہ اللہ کے دین کو کسی نہ کسی طور پر غالب کر دینے کے لیے حقیقی توحید کی دعوت اور آخرت کے انذار کے لیے جاہلیت سے کچھ لو اور دو کی پالیسی کے تحت بقائے باہمی کے اصول پر مفاہمت ہو سکتی ہے، سچی بات یہ ہے کہ آج اہلِ ایمان سیرۃ النبی ﷺ کے اس مرحلے سے اور سورۂ بروج کے پیغام سے واقف ہی نہیں ہیں جس سے نبی ﷺ اور آپ کے رفقائے کار پانچویں سال کے نصف آخر میں گزر رہے تھے۔

۵۷: سُوْرَةُ الْبُرُوْج [۸۵ — ۳۰: عمّ]

اصحاب الاخدود کی ایمان پر بے مثال ثابت قدمی

اس سورۃ میں پہلے نجران کے اُن بیس ہزار سے زائد مومنین کا ذکر کیا گیا ہے جنھوں نے ایمان لانے کے جرم میں جل مرنا تو قبول کیا مگر ایمان سے پھر نا پسند نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ جس طرح نجران کے ایمان لانے والوں نے اس وقت آگ کے گڑھوں میں گر کر جان دے دینا قبول کر لیا تھا اور ایمان سے پھر نا قبول نہیں کیا تھا، اسی طرح آج مکّہ کے اہل ایمان کو بھی چاہیے کہ ہر سخت سے سخت عذاب و آزمائش سے گزر جائیں مگر ایمان کی راہ سے نہ ہٹیں۔ یہ بات ذہنوں سے اوجھل نہ ہو کہ جس اللہ وحدہ لاشریک کے ماننے پر آج یہ سردارانِ قریش بگڑے ہیں وہ ذات سب پر غالب ہے، زمین و آسمان کی بادشاہت و ملکیت اُسی کی ہے، اپنی ذات میں آپ ہی وہ حمد کا مستحق ہے، اور دونوں نبرد آزما گروہوں کے حال کو دیکھ رہا ہے۔

پہلی آٹھ آیات میں اس قصے کے ذریعے مومنوں اور کافروں کو یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ ایمان لا کر اُس پر جم جانے والے اُس کی خاطر ہر آپڑی مصیبت کو جھیل جاتے ہیں۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ خندقوں والے اہلِ ایمان صرف اور صرف اللہ کے لیے ستائے گئے تھے اور اللہ اپنے اِن مخلص بندوں

کی ابتلا و آزمائش سے ہر گز بے خبر نہیں رہا، وہ ہر چیز پر قادر اور زبردست ہونے کے باوجود اگر اپنے مومن بندوں کی مدد کو نہیں آیا اور اُس نے فوراً ظالموں کو شکنجے میں نہیں کسا تو یہ بس اُس کی حکمت کا معاملہ تھا، اس لیے کہ وہ اگر زبردست ہے تو حکیم بھی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حلقوں orbits والا آسمان [۶۴] گواہ ہے اور روزِ قیامت اور اُس روز پیش کیے جانے والے بھی اس پر گواہ بنیں گے کہ اصحاب الاُخدود [بیس ہزار یا اس سے زائد مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے متبعین] اہلِ ایمان کو خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ سے بھری خندقوں / گڑھوں میں، ایمان کو خیر باد نہ کہنے کے جرم میں جلا کر قتل کیا گیا۔ قتل کا اہتمام کرنے والے جاہلیت کے پجاری اِن خندقوں کے کنارے بیٹھے ہوئے ایمان کی راہ میں مومنین کی اس تاریخی ثابت قدمی کے ساتھ سرفروشی کو دیکھ رہے تھے۔ اللہ اس بات پر شاہد ہے کہ اُن اہلِ ایمان سے اہلِ باطل کی دشمنی اُن کے ایمان کے علاوہ اور کسی وجہ سے نہ تھی، وہ اُس ذات پر ایمان لے آئے تھے جو عزیز و حمید [زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود] ہے، وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ﴿۸﴾ جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہی ہے، اللہ ہر چیز دیکھ رہا ہے۔ [مفہوم آیات ۱ تا ۸]

اہلِ ایمان کو فتنے میں مبتلا کرنے والے اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکیں گے

آگے خطاب اگرچہ عام ہے مگر ان آیات کی تنزیل کے موقع پر کفار مکّہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اس زمین پر اہلِ ایمان مرد اور عورتوں کے لیے زمین پر ایمان کے ساتھ اور احکامِ الٰہی کی پابندی کے ساتھ زندہ رہنے کو مشکل بنانا اُن کو فتنے میں مبتلا کرنا ہے اور اس فتنے میں مبتلا کرنے والے بدقماش اللہ کی پکڑ سے ہر گز نہ بچ سکیں گے۔ آج کے دور میں نام نہاد مسلمان حکم راں اور ریاستیں جس طرح کلمہ گو لوگوں کے لیے اسلام پر چلنے کو مشکل بنا کے نیکی اور حیا کے ساتھ جینا دوبھر کر رہی ہیں، انھیں ان آیات سے ڈرنا چاہیے اور جو لوگ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کا عزم رکھتے ہیں انھیں دل سوزی کے ساتھ یہ آیات اپنی ابنائے قوم کے نادان لیڈروں کے سامنے رکھنی چاہییں۔

---

[۶۴] جن میں اجرامِ فلکی [سورج، زمین، چاند، و دیگر کھرب ہا کھرب نظام ہائے شمسی سے مشابہ Galaxies] تیر رہے ہیں، جن کی انتہائی Precision کا یہ عالم ہے کہ ہزاروں سال میں بھی ایک سیکنڈ کے ایک کھربویں حصے کا بھی اُن کے متعین وقت میں اُن کے مدار کے اندر فرق نہیں آتا۔ اسی طرح اُن کے مدار کے متعین راستوں پر گردش کرتے ہوئے وہ ایک میٹر کے کھربویں حصے سے جتنا بھی وہ اپنے متعین راستے سے ادھر ادھر تجاوز نہیں کرتے۔

جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو ستایا اور ایمان سے پھر جانے کے فتنے میں مبتلا کرنے کی [ناکام] کوشش کی اور پھر اس سے توبہ نہ کی تو پھر اُن کے لیے تو آگِ دوزخ کا عذاب یقینی اور لازمی مقدّر ہے اور ان کی سزا یہی ہے کہ جلائے جائیں ....اِس کے مقابلے میں جو لوگ ثابت قدمی کے ساتھ آزمائشوں میں پورا اُترنے والا ایمان لائے اور پھر نیک عمل کیے، یقیناً آخرت کے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُن ہی کے لیے ہیں۔ یہ ہے بڑی اور اصلی کامیابی و کامرانی دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت اور بادشاہت کے مقابلے میں۔ [مفہوم آیات ۹ تا ۱۱]

اہلِ مکّہ کو ایمان نہ لانے اور قرآن کو جھٹلانے پر سخت دھمکی

اے نبیؐ اِس میں کیا شبہ ہے کہ دینِ حق کی مخالفت پر آمادہ باغی اور طاغی لوگوں کے لیے تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، یہ کسی غلط فہمی میں نہ رہیں! وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی موت کے بعد زندگی کو لوٹائے گا۔ اگر یہ ایمان کی طرف پلٹیں تو وہ بخشنے والا ہے۔ محبت کرنے والا، عرشِ بریں کا مالک، بہت ہی بزرگ و برتر ہے، اور جو چاہے (اپنے منصوبے اور حکمت کے تحت) کر ڈالنے والا ہے اور نہ کوئی اُس کے ارادوں میں رکاوٹ بننے والا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ کیا تمھیں روندنے والی فرعون اور ثمود کی فوجوں کے انجام کی خبر پہنچی[65] ہے؟؟ اے نبیؐ تمھارے مخاطبین اور تمھاری قوم کے وہ لوگ جنھوں نے کُفر کیا ہے اور تمھیں جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں، کس خواب و خیال میں ہیں؟ وہ معاملہ جس سے اِن کم نصیبوں کو آگہی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اِن کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ اِن کے جھٹلانے سے اِس قرآن میں بیان کردہ دلائل اور حقیقتوں کا جواب نہیں بنتا اور نہ ہی پھونکوں سے یہ چراغ بجھتا ہے، اِن کی خام خیالیوں کے برخلاف یہ قرآن بڑے مرتبے کا کلام، ہر شیطان کی دراندازی سے بالاتر، اُس لوح میں نقش کیا گیا ہے جو ہمیشہ زندہ اور محفوظ رہنے کے لیے ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾ [مفہوم آیات ۱۲ تا ۲۲]

☆☆☆☆

[65] اِن کا معاملہ یہ تھا کہ انھوں نے اللہ کا انکار کیا اور اُس کی نافرمانی و بغاوت پر ڈٹ گئے، اللہ نے ان کو برباد کر کے آثارِ قدیمہ بنا دیا۔